حالات حاضرہ

سیاسی حالات و واقعات کا جائزہ

از

(جناب اسرار احمد صاحب آزاد مدیر جد و جہد)

زبان کا مسئلہ ہمارے ملک میں زبان کا مسئلہ طے ہو چکا ہے اور اگر ہمارے ملک کے بعض عاقبت نااندیش اور کوتاہ بیں مدبرین زبان سے متعلق دستورِ ہند کے فیصلہ کا احترام کر سکتے تو اس سوال کے از سرِ نو زیرِ بحث آنے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن اسے ملک کی بد نصیبی کہنا چاہیے کہ بعض تنگ نظر مدبرین کی غیر جمہوری سرگرمیوں کی بدولت ایک مرتبہ پھر زبان کا مسئلہ ملک کے روبرو آچکا ہے اور جو حضرات اپنی رواداری اور اعتدال پسندی کی وجہ سے کل تک زبان کے مسئلہ میں حریفوں کے حلیف سمجھے جانے کے باوجود اس مسئلہ کو خاموشی کے ساتھ حل کرانے کے خواہشمند تھے آج انھیں بھی "گذارش احوال واقعی" پر مجبور ہو جانا پڑا ہے۔

زبان کے مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ــــــــ ملک کے دستور میں جہاں ہندی زبان اور دیوناگری رسم الخط کو اس ملک کی زبان اور رسم الخط تسلیم کیا گیا ہے وہیں علاقائی زبانوں کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے اور جن جن علاقوں میں یہ زبانیں بولی جاتی ہیں وہاں انھیں سرکاری زبان تسلیم کر لئے جانے کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ فہرست میں اردو زبان کو بھی شامل کیا گیا ہے ــــــــ اور دستورِ ہند کی منشا کے مطابق اگرچہ ابتدا ہی سے اردو زبان کو ہندو یونین کی علاقائی زبانوں میں اس کا حقیقی مقام دیا جانا چاہیے تھا لیکن گذشتہ چند سال کی مدت میں ملک کی حکمراں جماعت کانگرس کی جانب سے دو

مرتبہ لسانی حکمت عملی کی وضاحت کے باوجود نہ صرف اردو کو نظر انداز ہی کیا جاتا رہا بلکہ بعض کوتاہ بیں افراد اور حلقوں کی طرف سے اسے مٹا دینے کی ہر ممکن کوشش بھی کی گئی اور اب جب کہ یو۔ پی کی اردو بولنے والی آبادی کی جانب سے صدر جمہوریہ کی خدمت میں اردو زبان کو اس ریاست کی ثانوی سرکاری زبان تسلیم کرلئے جانے کی درخواست پر مشتمل ایک معروضہ پیش کیا جا چکا ہے مذکورہ بالا افراد اور حلقوں کی طرف سے اردو زبان کی مخالفت میں بھی شدت پیدا ہو گئی ہے۔

یہاں ان دلائل کے اعادہ کی ضرورت نہیں جو اردو کو ایک ملکی اور مشترک زبان ثابت کرنے کے لئے دی جاتی رہی ہیں پھر جو بات روز روشن کی طرح واضح ہو اُسے دلیل اور برہان سے ثابت کرنے کی کوشش تضیع وقت سے زیادہ اہمیت بھی نہیں رکھتی اس لئے اگر اُردو زبان کے مخالفین کی اس دلیل کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ــــــــ اردو مسلمانوں کی زبان ہے ــــــــ تو بھی مخالفین اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ مسلمان بھی اس ملک کے باشندے ہیں اور دستور ہند نے انھیں ہندوستان کے حقوق شہریت سے محروم نہیں کیا پھر ملک کے تناسب آبادی کے اعتبار سے بھی انھیں ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس لئے بھی ایک ایسی زبان کو جو اگرچہ ہندوستان کے باشندوں کی مشترک زبان ہے لیکن جسے ہٹ دھرمی سے صرف مسلمانوں کی زبان قرار دیا جا رہا ہے زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

بہر حال ملک کے رہنماؤں اور مدبرین کی توجہات ایک مرتبہ پھر زبان کے مسئلہ کے حل پر مرکوز ہوئی ہیں اور اس مرتبہ اس کا جو حل بھی طے کیا جائے گا وہ بظاہر دیرپا اور اطمینان بخش ثابت ہوگا لیکن حکومت اور رہنماؤں سے کہیں زیادہ اردو زبان کی بقا اور ترقی کا مدار اردو بولنے والے عوام کے فیصلہ اور تعمیری مساعی پر ہے۔ اردو زبان اس وقت عالم وجود میں آئی تھی جب اس ملک کی سرکاری زبان فارسی تھی اور اسے اس عہد میں فروغ حاصل

ہوا جب انگریزی کو ملک کی سرکاری زبان قرار دے دیا گیا تھا اور تاریخ کے ان ناقابلِ تردید واقعات کے پیشِ نظر یہ نتیجہ برآمد کرنا کچھ زیادہ دشوار کام نہیں کہ اگر ملک کی اردو بولنے والی آبادی اس زبان کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا چاہے گی تو اس کے مٹنے یا مضمحل ہو جانے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں بہت سی تعمیری تجاویز پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ان کا تعلق لائحہ عمل کی ترتیب کے ساتھ ہے اور یہاں اس نئے موضوع بحث کو چھیڑنے کی گنجائش نہیں۔

مشرقی بنگال کے انتخاباتِ عمومی

مشرقی بنگال کے انتخابات عمومی کے نتائج اور پاکستان کے ایک صوبہ میں پہلی بار مسلم لیگ کو شکست فاش دینے والی ایک جماعت کی حکومت کے قیام نے پاکستان کے دو اجزا کے مابین جس دستوری اور سیاسی کشمکش کا دروازہ کھول دیا ہے ابھی اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکا پھر اس کشمکش کے اثرات پاکستان ہی تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ ان سے ہندوستان بھی متاثر ہوگا اور جنوبی مشرقی ایشیا کے ممالک بھی۔

مشرقی پاکستان کے رائے دہندگان نے انتخاباتِ عمومی میں مسلم لیگ کو شکستِ فاش دینے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اب وہ دستور یہ پاکستان کو غیر نمائندہ قرار دے کر اسے توڑ دینے یعنی امریکہ اور پاکستان کے حالیہ معاہدہ کی تنسیخ یا پھر اس کی توثیق نہ کرنے کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے ان دونوں مطالبات کو تسلیم کرانے میں کامیاب ہو گئے تو ظاہر ہے کہ اس کے نتیجہ میں ایک جانب تو خود پاکستان میں بعض اہم تغیرات رونما ہوں گے اور دوسری طرف امریکی جنگ بازوں کے جنگی منصوبہ کا ایک اہم حصہ بے کار ہو کر رہ جائے گا لیکن ان تغیرات کے باوجود جہاں تک ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کا سوال ہے ہمیں ان میں کوئی خوشگوار تغیر رونما ہونے کی کوئی توقع نظر نہیں آتی۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہند اور پاکستان کے مابین، قضیہ کشمیر کو اہم

ترین تنازعہ کی حیثیت حاصل ہے اور اگرچہ پاکستان اور امریکہ کے حالیہ معاہدہ کی بدولت اس تنازعہ کی تصفیہ کی وہ بنیاد منہدم ہوگئی ہے جس پر گذشتہ چند سال سے تصفیہ کی عمارت تعمیر کی جاتی رہی تھی لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح ہندوستان میں کوئی ایسی حکومت قائم نہیں رہ سکتی جو کشمیر کے معاملہ میں بے توجہی کا ثبوت دے اسی طرح پاکستان میں بھی کسی ایسی حکومت کی بقا ممکن نہیں جو اس قضیہ کو نظرانداز کر دینے کے رجحانات کا مظاہرہ کرے۔ پھر اگر مشرقی بنگال کے عوام کے مذکورہ بالا دونوں مطالبات پورے ہو سکے اور اس طرح مرکزی حکومت میں کوئی تغیر رونما ہوا یعنی امریکہ اور پاکستان کا حالیہ معاہدہ منسوخ کر دیا گیا تو پھر وہ بنیاد بھی منہدم ہو جائے گی جس پر کشمیر سے متعلق نئے نظریات کی تعمیر کی جارہی ہے اور چونکہ پاکستان برسر حکومت آنے والی نئی قیادت کشمیر کے مسئلہ کو نظرانداز نہیں کر سکتی اس لئے اس مسئلہ ہند اور پاکستان کے مابین پھر وہی کشمکش شروع ہو جائے گی جس کی نوعیت کو پاکستان اور امریکہ کے حالیہ معاہدہ نے یکسر تبدیل کر دیا تھا

بہرحال جہاں ہمارے ملک میں مشرقی بنگال کے انتخابات عمومی کے نتائج پر اظہار مسرت کیا جارہا ہے وہیں معاملہ کے مذکورہ بالا پہلو کو بھی نظرانداز نہیں کر دینا چاہیے۔

جدید بین الاقوامی سیاسی معلومات

"بین الاقوامی سیاسی معلومات" میں سیاسیات میں استعمال ہونے والی تمام اصطلاحیں قوموں کے درمیان سیاسی معاہدوں، بین الاقوامی شخصیتوں اور تمام قوموں اور ملکوں کے سیاسی اور جغرافیائی حالات کو نہایت سہل اور دلچسپ انداز میں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے یہ کتاب اسکولوں، لائبریریوں اور اخباروں کے دفتروں میں رہنے کے لائق ہے، جدید ایڈیشن جس میں سیکڑوں صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قیمت مجلد ؎، آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔